بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمْ

اسلام
خالص کیا ہے؟

مُرتّبہ

محمد اسمٰعیل زرتار گر حیدر آباد

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

پیش لفظ

نحمدہٗ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم

قبل اس کے یہ رسالہ" اسلام خالص کیا ہے"، شائع ہو چکا ہے۔ عوام اس کے مطالعہ سے استفادہ کر چکے ہیں ۔ یہ دوسری مرتبہ کچھ اضافہ کے ساتھ منظر عام پر آرہا ہے۔

اس کی تبلیغ اور نشر و اشاعت میں جن مخیر حضرات کا مالی تعاون رہا ہے ۔ اللہ تعالیٰ ان کو اس کارِ خیر کا اجر عظیم عطا کرے۔

آمین

محمد اسماعیل زرتار گر

فہرستِ مضامین

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

محمد اسماعیل زرتارگر

لمحۂ فکر

چودھویں صدی قریب الختم ہے۔ آج کل کے بعض مسلمان قرآن وحدیث پر عمل کرنے والوں کو نیا فرقہ ونیا مذہب کے نام سے یاد کرتے ہیں۔ اور پھر اس سے متجاوز ہو کر چاروں اماموں میں سے کسی ایک امام کی تقلید نہ کرنے والوں کو غیر مقلد وخارج از اسلام کے لقب سے نوازتے ہیں اور نہ معلوم کیا کیا خطابات چسپاں کرتے ہیں۔ آخر اس قرآن وحدیث پر عمل کرنے کی بنیاد کب سے ہے؟

عوام الناس کی آگاہی کے لئے یہ رسالہ مستند سنہ واری پیش کیا جارہا ہے۔ اور اس رسالہ کا مقصد صرف ہر نوعیت کی ابتدائی سنہ کو بتلانا ہے کہ قرآن وحدیث پر عمل کب سے ہے اور تقلیدِ شخصی اور نسبت آئمہ مذاہبِ اربعہ کب سے اور کس طرح اسلام میں داخل کئے گئے ہیں۔ نیز تدوینِ حدیث وتدوینِ فقہ کب سے ہوئی ہے اس کے علاوہ اقوالِ آئمہ اربعہ کو پیش کر کے تفصیل کے ساتھ لکھا گیا ہے تاکہ تقابل کیا جائے

کہ قدیم اور جدید کیا ہے؟

اکثر علماء سلف نے فرقوں کی نسبت بڑی بڑی ضخیم کتابیں تصنیف کر کے پیش کی ہیں لیکن ہمیں ان تفصیلات میں جانا نہیں ہے۔

برادرانِ ملت! میری آپ سے صرف یہی گزارش ہے کہ اخلاص کی بنیاد پر عصبیّت کو ہٹا کر اصلاحی نقطۂ نظر سے انصاف کے پیشِ نظر غور وفکر کرو اور قدیم وجدید کا جائزہ لو۔

ہمارے نبیٔ محترم تاجدارِ مدینہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا دورِ نبوت مکّی ومدنی ۲۳ سال اور دَورِ خلفائے راشدینؓ تقریباً ۳۰ سال اور دورِ صحابہ کرامؓ تقریباً ۶۰ سال، اس طرح جملہ تقریباً سنہ ۱ھ تا سنہ ۱۱۰ھ تک رہا وہ سب کے سب مسلمان وحی الٰہی قرآن وسنتِ رسول وارشاداتِ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی اتبّاع کرتے تھے۔ یعنی قرآن وحدیث پر ان کا عمل تھا۔ یہ پہلی صدی کے مسلمان اسلام کے پروانے وشیدائی لاکھوں کی تعداد میں تھے۔ ان کی نسبت ایک سوال خود بخود پیدا ہوتا ہے کہ وہ مسلمان کس امام کے مقلّد تھے اور کس امام کی نسبت سے پکارے جاتے تھے۔ کیا وہ مسلمان حنفی، مالکی، شافعی، حنبلی تھے؟

دوسرا سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ کیا ان آئمہ کا علیحدہ علیحدہ مذاہب اس وقت رائج تھا؟ تیسرا سوال یہ ہوتا ہے کہ پہلی صدی کے مسلمان امّت رسولؐ خلفائے راشدینؓ وصحابہ کرامؓ جو قرآن وحدیث پر عمل کرتے تھے تو بقول آج کل کے بعض مسلمان کا یہ الزام ان پر بھی عاید ہو سکتا ہے؟

ان ہر سہ سوالات کا جواب لازماً وکلیتاً وتسلیماً نفی میں ہوگا۔ کیونکہ پہلی صدی
میں آئمہ اربعہ کا نام ونشان ہی نہ تھا اور نہ ان کی ولادت ہی ہوئی تھی۔
ایسی صورت میں یہ بات مسلّمہ ہوگئی کہ تقلید شخصی ونسبتِ ائمہ اور
مذاہب آئمہ کا پہلی صدی میں وجود نہ تھا اس کی تصدیق دوپہر کے سورج
کی طرح دلالت آئمہ سے ظاہر ہوتی ہے۔ چنانچہ حضرت امام ابو حنیفہ رح
۸۰ھ میں پیدا ہوئے اور حضرت امام مالک رح ۹۳ھ میں پیدا ہوئے اور دیگر
آئمہ حضرت امام شافعی رح وحضرت امام احمد بن حنبل رح دوسری صدی میں پیدا ہوئے
ہیں۔ پس ایسے بے بنیاد الزام لگانے والوں کو توبہ کرنا چاہیئے اور اس طرح
کی گستاخی سے باز آجانا چاہیئے۔ نہ معلوم اس قسم کے لوگ قیامت کے دن
کیا جواب دیں گے جبکہ دنیا میں ان کا کوئی جواب نہیں؟

اس تفصیل سے صاف ظاہر ہے کہ:

اسلام نام ہے — قرآن وحدیث پر عمل کرنے کا

اسلام محدود ہے — قرآن وحدیث کے دائرہ میں

اسلام مکمل دین ہے۔ اس کی تصدیق وحیِ الٰہی قرآن سے ہوتی ہے
اللہ تعالیٰ نے ہمارے نبی محترم حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے حجۃ الوداع کے
موقع پر یہ آیۃ کریمہ اَلْيَوْمَ اَكْمَلْتُ لَكُمْ دِيْنَكُمْ وَاَتْمَمْتُ
عَلَيْكُمْ نِعْمَتِيْ وَرَضِيْتُ لَكُمُ الْاِسْلَامَ دِيْنًا ۝ (مائدہ ع) پڑھی۔
آج میں نے تمہارا دین کامل کردیا اور تم پر اپنی نعمت پوری کردی ہے
اور میں نے اسلام کو تمہارا دین پسند کیا ہے۔

نازل فرماکر اسلام کے مکمل ہونے کی مہر کردی۔ اس کو
کوئی مسلمان انکار نہیں کرسکتا۔ لہذا اس آیت کریمہ کی موجودگی میں کسی
مسلمان اُمّتی کو ہرگز یہ حق نہیں ہوسکتا کہ اسلام میں کوئی نئی چیز داخل کرے
یا کوئی چیز خارج کرے یا کسی چیز کی کمی سمجھ کر اضافہ کرے۔ اگر کوئی امّتی
اسلام میں اس قسم کی دخل اندازی کرے گا تو وہ نعوذ باللہ اس آیت کریمہ کا
انکاری ہوگا۔ ایسے انکاری لوگوں کا قیامت میں کیا حشر ہوگا غور کریں۔
اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں بار بار تاکید کے ساتھ کئی جگہ فرمایا:
وَاَطِيْعُوا اللّٰهَ وَاَطِيْعُوا الرَّسُوْلَ (تغابن ع۲) ترجمہ) اطاعت
کرو اللہ کی اور اطاعت کرو رسول کی۔
اور ارشادِ نبوی ہے۔ موسیٰ علیہ السلام کی امّت میں ۷۲ فرقے
تھے، میرے بعد میری اُمّت میں ۷۳ فرقے ہوں گے جن میں سے ۷۲ فرقے
دوزخی ہوں گے اور ایک فرقہ جنتی ہوگا۔ صحابہ کرامؓ نے دریافت کیا
یارسولؐ اللہ وہ کون فرقہ ہوگا؟ آپ نے فرمایا مَآ اَنَا عَلَيْهِ وَاَصْحَابِيْ
جس راہ پر میں ہوں اور میرے اصحاب۔ پس جبکہ ہمارے نبی محترم
حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے جنت کے راستے کی پہچان صاف طور پر
بتلادی ہے تو پھر ہم کو دوسرے راستے کی ضرورت باقی نہ رہی۔ اس کے
باوجود اگر کوئی شخص کسی اُمّتی کے طور طریقے کو ترجیح دیتا ہے اور اس پر
عمل کرتا ہے تو وہ کس مقام کو حاصل کرتا ہے خود اپنی عقلِ سلیم سے فیصلہ کرلے۔
میرے عزیز دوستو! اس سے صاف معلوم ہوا کہ اسلام خالص قرآن

وحدیث ہے۔ اس پر عمل کرنے والا فلاحِ دارین کا مستحق ہے۔ کہ ابتدائے
اسلام سے ہے، کوئی نیا مذہب نہیں ہے۔ اور نہ نیا فرقہ ہے۔ بلکہ ایک
جماعت ہے۔ جو قرآن وحدیث پر عمل کرتی ہے۔

اب تدوینِ حدیث کی نسبت عرض کرنا ہے کہ حدیث کی تدوینِ
مبارک عہدِ نبوتؐ میں ہوئی ہے حدیث کا ضخیم مجموعہ عہدِ نبوتؐ میں
موجود تھا۔ اس کے بعد ایک دوسرے سے خلفائے راشدینؓ اور
صحابہ کرامؓ کے پاس منتقل ہوتا رہا کسی نے لکھ لیا تو کسی نے زبانی یاد
کرلیا۔ اگر یہ نہ ہوتا تو قرآن عظیم الشان اور حدیث رسول اللہ پر
عمل کرنا ناممکن تھا۔ لہذا پہلی صدی میں حدیث کا مجموعہ پایا جانا مسلمہ ہے۔

اس کے بعد دوسری صدی میں آئمہ اربعہ ومحدثین نے مزید
حدیثوں کو جمع کرکے کتبِ حدیث لکھی ہیں۔ یہ امر تو مسلمہ ہے جس
کو سارے عالم کے علمائے کرام خاص وعام اس کی تصدیق کرتے
ہیں اور اس سے متفق ہیں۔

دوسری اور تیسری صدی دورِ آئمہ ومحدثین کا رہا۔ اس
وقت اگر کوئی مسئلہ درپیش آتا تو آئمہ سے مراجعت کرتے وہ قرآن و
حدیث سے یا اپنی رائے وقیاس پیش کرتے ہوئے خوفِ خدا اور تقویٰ
کی بنا پر صاف ارشاد بھی فرماتے تھے کہ اگر یہ قرآن حدیث کے
خلاف ہو تو اسے چھوڑ دو۔ اس لحاظ سے گویا سب کے سب ائمہ اور اس
دور کے سب مسلمان قرآن وحدیث پر ہی عمل کرتے تھے۔ تمام ائمہ نے کیا اچھی

اور سچی باتیں کہی ہیں، ان کے اقوال قابلِ احترام ہیں۔ جو آگے رسالے
میں پیش ہیں وہ سب آئمہ عابد ومتقی، پرہیزگار وموحد متبع سنتِ قرآن
وحدیث کے پابند سلف صالحین کا نمونہ تھے۔ کسی نے بھی اپنی تقلیدِ شخصی
ونسبتِ فرقہ بندی کے لئے نہیں فرمایا۔ اور نہ ہی کوئی اپنی طرف سے علیحدہ
علیحدہ مذہب مرتب کرکے رائج کیا۔ لہذا ان کے اقوال کے مطابق ؎

اگر ہو مقلد تو عمل کرکے بتاؤ
بنتے ہو وفادار تو وفا کرکے بتاؤ

اللہ تعالیٰ آئمہ کی قبروں کو نور سے بھر دے اور اپنی رحمت سے نوازے۔

میرے عزیز بھائیو! پہلی صدی تو کیا تیسری صدی میں بھی تقلیدِ
شخصی ونسبتِ آئمہ کے نام کا فرقہ حنفی، مالکی، شافعی، حنبلی کا وجود نہ تھا
ہوش وحواس سے کہو کہ نیا کیا ہے؟ اور قدیم کیا ہے؟

چوتھی صدی سے تقلیدِ شخصی کی ابتدا ہوئی مگر نسبت آئمہ نام کے
فرقوں کا وجود عمل میں نہ آیا۔ اس مقام پر بھی یہ بات تسلیم کرنا ہوگا کہ چوتھی
صدی میں بھی اس نسبتِ آئمہ کا نام منظرِ عام پر نہ تھا۔

سنہ واری کا لحاظ کرتے ہوئے اب کتب فقہ کی ابتدا کو پیش کیا جارہا
ہے۔ اس کے بعد تقلیدِ شخصی کی نسبت مزید آگے تفصیل پیش کی جائے گی۔

فقہ کی پہلی کتاب قدوری سنہ ۴۲۸ھ میں لکھی گئی۔ اس کے بعد اور
کتب فقہ لکھی گئیں۔ اس طرح کتب فقہ کی تدوین پانچویں صدی سے ہوئی
تقابل کریں کہ تدوینِ حدیث کی بنیاد ابتدائے اسلام سے ہی ہے۔ اور اسلام کی بنیاد

قرآن وحدیث ہے۔ لہذا قرآن وحدیث پر عمل قدیم سے ہونا اظہر من الشمس ہے۔ تقلید شخصی کی نسبت مزید تفصیل یہ ہے کہ چوتھی صدی تا چھٹی صدی تک تقلید کا سلسلہ جاری رہا۔ جب اس کی رفتار روز بہ روز بڑھتی گئی تو اس وقت کے سلاطین کا میلان بھی تقلید پر مائل ہوتا گیا۔ یہاں تک کہ سنہ ۶۶۵ھ میں سلاطین کی جانب سے اکثر مقامات پر فرقہ بندی کے ساتھ نسبت ائمہ و مذاہبِ حنفی، مالکی، شافعی، حنبلی کے چار قاضی مقرر ہوئے لہذا ساتویں صدی سے ان ناموں کی نسبت منظرِ عام پر آئی۔ اور تقلیدِ شخصی کا آغاز ہوا۔ یہ نئے فرقوں اور مذہبوں کو اس طرح ساتویں صدی میں داخلِ اسلام کیا گیا۔ غور کرنے کی ایک خاص بات یہ ہے کہ ساتویں صدی میں ایک خالص اسلام کے چار حصے کرکے کتب فقہ کو مذہب آئمہ ترتیب دے کر ایک ایک حصہ مذہب کا مقلدین آئمہ نے اختیار کرلیا۔ اس پر طرہ یہ کہ اس کو قدیم اور ابتداءِ اسلام سے ساتویں صدی تک کے قرآن وحدیث پر عمل کرنے والوں کو جدید کہنے کی جرارت کرنے لگے۔ یہ کس قدر ناانصافی کی بات ہے۔

خوب یاد رکھو اور یقین کرو کہ آخرت کی پہلی منزل قبر ہے جسے آخرت کے امتحان کا پہلا پرچہ کہنا بے جا نہ ہوگا۔ اللہ تعالیٰ کی طرف سے تین سوالات کئے جائیں گے جن میں ہرگز یہ نہ پوچھا جائے گا کہ تیرا مذہب کس امام کا ہے؟ اور تیرا (امام) کون ہے؟ بلکہ تین سوالات وہی ہوں گے جو ہمارے نبی محترم اللہ کے رسول حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے تبلایا ہے کہ:-

تیرا رب کون ہے؟
تیرا دین کیا ہے؟
تیرا نبی کون ہے؟

ان کے جوابات یوں دینے ہوں گے اور یہ جوابات بھی اللہ کے رسول نے واضح فرما دیئے ہیں:-

میرا رب اللہ ہے۔
میرا دین اسلام ہے۔
میرے نبی اللہ کے بندے و رسول حضرت محمد مصطفٰے صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔ (ابوداؤد)

اس طرح قبر کے سوالات کے جوابات سے کامیابی ہوگی اور عذابِ قبر سے نجات ملے گی یہ صحیح جوابات اسی کو نصیب ہوں گے جس نے دنیا کی زندگی میں خالص اسلام پر عمل کیا ہو۔ اور اگر اس کے برخلاف عمل ہوا ہے تو ظاہر ہے کہ جوابات بھی خلاف ہوں گے۔ ایسی صورت میں عذابِ قبر قیامت تک ہوتا رہے گا۔ اس کے بعد روزِ محشر آئے گا تو وہاں سب کے سب جمع ہوں گے۔ ہر ایک اپنے اپنے عمل کے مطابق سزا و جزا پائے گا۔ اس وقت کوئی کسی کے کام نہ آئے گا البتہ عمل صالح (بموجب قرآن وحدیث) نجات کا ذریعہ ہوگا۔ ارشادِ نبوی ہے

(روزِ محشر) میں اپنے حوض (کوثر) پر سب سے پہلے پہنچوں گا جو میرے پاس سے گزرے گا وہ اس حوض کا پانی پیئے گا۔ اور جس نے پی لیا

وہ کبھی پیاسا نہ ہوگا۔ کچھ لوگ میرے پاس آئیں گے جن کو میں پہچانتا ہوں گا اور وہ بھی مجھے پہچانتے ہوں گے، ان کو میرے پاس آنے سے روک دیا جائے گا میں کہوں گا، یہ لوگ میرے ہیں تو مجھ سے کہا جائے گا " آپ نہیں جانتے کہ آپ کے بعد ان لوگوں نے کیا کیا نئی نئی باتیں دین میں نکالی تھیں تو میں کہوں گا دوری ہو، دوری ہو۔ یعنی ایسے لوگوں کو میں اپنے پاس سے دھتکار دوں گا "۔ (بخاری و مسلم)

اور ایک دوسری روایت کا خلاصہ یہ ہے کہ حشر کے روز تمام لوگ مل کر حضرت آدم علیہ السّلام کے پاس حاضر ہو کر کہیں گے کہ آپ اللہ تعالیٰ کے پاس ہماری سفارش کیجئے۔ وہ کہیں گے کہ میں اللہ تعالیٰ کے سامنے جانے سے ڈرتا ہوں، تمہاری سفارش کرنے کو تیار نہیں ہوں، تم سب فلاں فلاں کے پاس جاؤ۔ تو پھر تمام لوگ حضرت نوحؑ و حضرت ابراہیمؑ و حضرت موسیٰؑ و حضرت عیسیٰ علیہم السلام کے پاس جائیں گے۔ وہ سب کے سب یہی کہیں گے کہ اللہ تعالیٰ کے سامنے جانے سے ڈرتے ہیں اور ہم اس لائق نہیں ہیں کہ تمہاری سفارش کریں۔ تم سب آخری نبی محمدؐ کے پاس جاؤ چنانچہ آخر میں حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس حاضر ہوں گے تو آپ سفارش کرنے پر آمادہ ہو کر دربارِ خداوندی کے مقامِ محمود میں سجدہ ریز ہوں گے۔ اور دعا کریں گے۔ باذنِ خدا شفاعت کر کے جنّت میں پہنچائیں گے۔ (بخاری)

ان روایات سے صاف ظاہر ہے کہ آبِ کوثر اور شفاعت رسولؐ ان لوگوں کو ہی نصیب ہوگی جنھوں نے آپ کی فرماں برداری کرتے کرتے

آخری سانس چھوڑی ہے۔

غور کرو جبکہ اللہ تعالیٰ کے مخصوص پیغمبروں سے کسی کی سفارش نہ ہو سکی تو پھر ہما شما امتی کا کیا شمار، کس گنتی میں، غرض کہ صرف ہمارے نبیِ محترم حضرت محمدؐ صلی اللہ علیہ وسلم ہی سفارشی ہوں گے۔ لہٰذا اسلام خالص یہی ہے کہ ہم متبعِ رسول ہوں۔ قرآن و حدیث پر عمل کریں۔ اس میں دین و دنیا اور آخرت کی بھلائی ہے۔ تقلیدِ شخصی کی نسبت بلحاظ سنہ واری مزید تفصیل یہ ہے کہ ساتویں و آٹھویں صدی تقلید کا دور ترقی پر رہا۔ چونکہ سلاطین کی پشت پناہی تھی، نویں صدی کی ابتدا میں سلطان فرخ بن برقوق نے مکہ معظمہ بیت اللہ شریف کے احاطہ میں مصلیٰ ابراہیمی کے علاوہ چار مصلے حنفی، مالکی، شافعی، حنبلی مذہب کے نام سے قائم کر دیئے۔ حالانکہ ابتدائِ اسلام سے نویں صدی تک صرف ایک ہی مصلّیٰ ابراہیمی تھا اس طرح یہ نئے چار مصلے بزورِ سلطان اسلام میں داخل کیے گئے یہ مصلے نویں صدی سے تیرھویں صدی تک برقرار رہے۔ مقلّدین اپنے اپنے مصلے پر منسوب شدہ عقائد کے امام کے ساتھ نماز ادا کرتے رہے ایک مصلّیٰ کے بعد دوسرے مصلّے پر نماز ادا کرنے کا انتظام تھا۔

چودھویں صدّی ۱۳۴۳ھ میں شاہ عبدالعزیز بانی سعودی حکومت نے یہ نئے اسلام میں داخل شدہ چاروں مصلّوں کو برخاست کر کے حسبِ سابق صرف ایک مصلّیٰ ابراہیمی کو اپنے مقام پر قائم رکھا جو ابتدا اسلام سے تھا۔ جو آج تک ہے۔ اسی مصلّیٰ ابراہیمی سے جملہ نمازیں

ادا ہوتی ہیں ۔

آج کل کے حجاج کرام سے اس کی تصدیق کی جا سکتی ہے ۔

برادرانِ ملّت ! ان تمام واقعات کی تصریحات سے یہ نتیجہ برآمد ہوتا ہے کہ قرآن وحدیث پر عمل کرنے والے حق پر ہیں اور ابتدائِ اسلام سے اب تک اس پر قائم وموجود ہیں ۔ تاقیامت یہ جماعت باقی رہے گی ۔

آج کل کے بعض مسلمان کی مثال گنبد میں آواز لگانے والے کے مصداق ہیں ، ان کی آواز لوٹ کر ان پر ہی چسپاں ہوتی ہے ۔ وہ اپنے کو قدیم اور دوسروں کو جدید کہنے والے خود جدید ہو کر منظر عام پر آ گئے گویا الزام عاید کرنے والے خود اپنے آپ الزام کے مستحق ہو گئے ۔ میرے مسلم بھائیو ! مسلمان ہونے پر یہ لازم ہوتا ہے کہ قرآن وحدیث پر عمل کریں ۔

اس کے بغیر مسلمان ہونے کا دعویٰ باطل ہے ۔ ابتدا اسلام کے مسلمان کا اس وقت سے آج تک کے مسلمان کا عقیدہ ایک ہے یہ کہ خدا ایک ، قرآن ایک ، رسولؐ ایک ، پھر آج ہم سب مسلمانوں کو کیا ہو گیا کہ اسلام خالص قرآن وحدیث پر عمل کر کے دین ودنیا ، اور آخرت کی بھلائی حاصل نہ کریں ۔ کیا آج اسلام گریزی کی وجہ سے ہم دنیا کے مصائب ومشکلات سے دوچار نہیں ہیں ؟ کیا اللہ تعالیٰ کی رحمت ہم سے دُور نہیں ہے ؟ کیا یہ نقشہ ہمارے سامنے نہیں ہے ؟

اگر ہے تو پھر کیوں نہ ہم اپنی زندگی کو اسلامی زندگی بنائیں آج کے دَور میں اس بات کی سخت ضرورت ہے کہ ایک دوسرے پر الزامات کے دروازہ کو بند کر دیں ۔ تنگ نظری کو چھوڑ دیں ، وسعتِ نظری سے کام لیں ۔ اسلامی

تعلیم کا تقاضا ومقصد یہی ہے کہ سارے مسلمان آپس میں بھائی بن کر رہیں ، اتحادی زندگی بسر کر کے نیک اور ایک ہو جائیں ۔ فرمانِ خداوندی اِنَّ الْمُؤْمِنِیْنَ اِخْوَۃٌ کے مطابق عملی زندگی گزار کر اللہ تعالیٰ کی نعمتیں اور رحمتیں حاصل کریں ۔

آگے نفسِ مضمون میں عہد نبوتؐ میں حدیث لکھے جانے کے دلائل و دیگر کتبِ حدیث وکتبِ فقہ کی تدوین وولادتِ آئمہ ودورِ خلفائے راشدین سنہ واری مختصر آئمہ کی زندگی اور ان کے اقوال کی تفصیلات درج ہیں ۔ ہماری ذمہ داری حق بات کو پیش کرنا ہے ، اللہ تعالیٰ توفیق وہدایت دے ۔

حمد

سب تعریف اللہ تعالیٰ کو سزاوار ہے جو رب العالمین ہے ۔ کل کائنات وزمین وآسمان کا حقیقی مالک ہے ۔ وہی کل کائنات پر متصرف ومحیط ہے ۔ وہ اکیلا اور وحدہٗ لاشریک ہے ۔ پاک وبے عیب ہے ۔ وہ سمیع وعلیم اور بصیر ہے ۔ سب کا پالنہار ہے ۔ وہ دن رات چاند سورج اور ستاروں کا مالک ہے ۔ سمندر اور اس کے اندر کی کل مخلوقات پر قادر ہے ۔ ہم سب کے سب اس در کے محتاج ، فقیر وغلام ہیں ۔ ہم اس کی تعریف کرنے سے قاصر ہیں ، جس قدر تعریف کی جائے کم ہے ۔

اللہ تعالیٰ کا بڑا فضل وکرم ہے کہ ہم ہیں آخری پیغمبر رحمۃ للعالمین حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو مبعوث فرمایا اور ہم کو خیر امّت کے لقب سے نوازا

اس نعمت عظمیٰ کا جس قدر شکر ادا کریں کم ہے۔

داعی اِلی اللہ

اللہ تعالیٰ اپنے رسول محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو مخاطب کرکے کہہ رہا ہے وَمَا أَرْسَلْنٰكَ إِلَّا رَحْمَةً لِّلْعَالَمِينَ (سورہ انبیاء ع) ترجمہ:۔ ہم نے تمہیں تمام جہانوں کے لئے رحمت بنا کر بھیجا ہے ۔ اور دوسری جگہ اللہ تعالیٰ اپنے رسول حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو مخاطب کرکے کہہ رہا ہے وَمَا أَرْسَلْنٰكَ إِلَّا كَآفَّةً لِّلنَّاسِ بَشِيرًا وَّنَذِيرًا (سورہ سبا ع) ترجمہ) ہم نے تجھے تمام لوگوں کے لئے خوشخبریاں سنانے والا اور دھمکا دینے والا بنا کر بھیجا ہے۔ اس کے بعد اللہ تعالیٰ اپنے رسول محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو حکم دے رہا ہے کہ تم اپنی زبانِ مبارک سے سب لوگوں کو مخاطب کرکے اعلان کردو کہ قُلْ يَآ أَيُّهَا النَّاسُ إِنِّي رَسُولُ اللّٰهِ إِلَيْكُمْ جَمِيعًا (سورہ اعراف ع) ترجمہ) اے لوگو، میں تم سب کی طرف اللہ کا رسول ہوں۔ اس کے بعد پھر اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو داعی الی اللہ بناتے ہوئے فرمایا يَآ أَيُّهَا النَّبِيُّ إِنَّآ أَرْسَلْنٰكَ شَاهِدًا وَّمُبَشِّرًا وَّنَذِيرًا وَّدَاعِيًا إِلَى اللّٰهِ بِإِذْنِهٖ وَسِرَاجًا مُّنِيرًا (احزاب ع)
(ترجمہ) اے نبی ہم نے آپ کو شاہد اور بشارت دینے والا اور ڈرانے والا بنا کر بھیجا۔ آپ اللہ تعالیٰ کی طرف سے داعی الی اللہ ہیں اور روشن چراغ ہیں۔

اس اعلان کے بعد اسلام میں داخل ہونے کے لئے انسان کو کلمہ شہادت (توحید) کا اقرار، اس کے ساتھ ہی رسالت کا اقرار کرنا ضروری ہوتا ہے

کلمہ شہادت اسلام کا پہلا رکن ہے۔ اس کلمہ کا زبان سے اقرار کرنے والا اور دل سے یقین رکھنے والا مسلمان کہلاتا ہے اس کے ساتھ ہی خدا اور اس کے رسول کے حکم پر عمل کرنے والا ایماندار کہلاتا ہے۔ گویا عمل سے کلمۂ شہادت کی تصدیق ہوتی ہے۔ لہذا قرآن وحدیث پر عمل کرنا مسلمان کی نشانی ہے

قرآن وحدیث کی تعریف

قرآن : کتابِ الٰہی کو کہتے ہیں جو لوحِ محفوظ سے بحکم خدا حضرت جبرائیل علیہ السلام فرشتے کے ذریعہ وحی سے ہمارے پیارے نبی آخر الزماں ختم المرسلین رحمۃ للعالمین حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر وقتاً فوقتاً تھوڑا تھوڑا کرکے ۲۳ سال کے عرصہ میں اتارا گیا

حدیث : حدیث کے لغوی معنی" بات کے ہیں

اللہ تعالیٰ نے اپنے کلام پاک قرآن کو حدیث فرمایا ہے:

اَللّٰهُ نَزَّلَ أَحْسَنَ الْحَدِيثِ (زمر ع ۳ پ ۲۳

(ترجمہ) اللہ تعالیٰ نے بہترین کلام نازل کیا ہے۔

(اس آیت کریمہ میں قرآن کو حدیث کہا گیا ہے)

(۲) فَبِأَيِّ حَدِيثٍۭ بَعْدَ اللّٰهِ وَاٰيٰتِهٖ يُؤْمِنُونَ (جاشیہ ع ۱ پ ۲۵)
(ترجمہ) پس اللہ تعالیٰ اور اس کی آیتوں کے بعد یہ کس بات پر ایمان لائیں گے؟ (اس آیتِ کریمہ میں قرآن کی آیات کو حدیث کہا گیا ہے۔

(۳) فَبِأَيِّ حَدِيثٍۭ بَعْدَهٗ يُؤْمِنُونَ (اعراف ع ۲۳ پ ۹)

(ترجمہ) پھر اب اس کے بعد کس بات پر ایمان لائیں گے ؟

تشریح : خدا کی کتاب اور اس کے رسولؐ کے آجانے کے بعد بھی یہ راہ راست پر نہ آئے تو اب کس بات کو مانیں گے ؟

(اس آیت کریمہ میں خدا کی کتاب قرآن کو حدیث کہا ہے)

اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی بات کو اپنے کلام پاک قرآن میں حدیث فرمایا :۔

(۱) وَاِذْ اَسَرَّ النَّبِیُّ اِلٰی بَعْضِ اَزْوَاجِهٖ حَدِیْثًا (تحریم ع ۱ پ ۲۸)

(ترجمہ) جب نبیؐ نے اپنی بعض عورتوں سے ایک پوشیدہ بات کہی۔

بموجب فرمانِ خداوندی قرآن کا حدیث ہونا اور نبی محترم محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی بات کا بھی حدیث ہونا اظہر من الشمس ہے۔

اصطلاحِ اسلام میں نبی محترم حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی بات یعنی قول، فعل، اور تقریر کو حدیث کہتے ہیں۔

قول : ۔اس کو کہتے ہیں جو آپ نے حکم فرمایا

فعل : ۔اس کو کہتے ہیں جو آپ نے عمل کیا

تقریر : اس کو کہتے ہیں جو آپ کی موجودگی میں عمل ہوا اور آپ نے سکوت اختیار کیا۔

لہذا قرآن و حدیث اسلام کی بنیاد ہے اس کی تصدیق اللہ تعالیٰ کا کلام قرآن پاک کرتا ہے

پہلی صدی

(۱) دَورِ نبوتؐ : محترم حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت کا عہد مبارک مکہ معظمہ میں تیرہ (۱۳) سال گزرا۔ اس کے بعد مکہ معظمہ سے ہجرت کر کے بہ حکمِ خدا مدینہ منورہ پہنچے۔ اس وقت سے سنہ ہجری کی ابتدا ہوئی ہے۔ مدینہ منورہ میں نبوت کا عہدِ مبارک دس سال رہا۔ اس طرح جملہ ۲۳ سال دورِ نبوت کے گزرے۔ اس عرصہ میں شمع اسلام کا نور سارے عالم میں پھیلا، لاکھوں کی تعداد میں مشرکین عرب وعجم مشرف بہ اسلام ہوئے۔ یہ سب کے سب مسلمان وحی الٰہی (قرآن) و فرمان رسول حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی اتباع کرتے تھے۔ اس کے بعد خلفائے راشدینؓ کا دور تقریباً تیس سال گذرا۔ جس کی تفصیل درج ذیل ہے

(۲) دور خلفاء راشدینؓ : (مشکوٰۃ ج ۴ ص ۵۹)

(۱) حضرت ابوبکر صدیقؓ کا دورِ خلافت سنہ ۱۱ھ تا سنہ ۱۳ھ (۲ سال ۳ ماہ ۹ دن)

(۲) حضرت عمر فاروقؓ " " سنہ ۱۳ھ تا سنہ ۲۳ھ (۱۰ سال ۵ ماہ ۴ دن)

(حضرت عثمان غنیؓ " " سنہ ۲۳ھ تا سنہ ۳۵ھ (۱۲ سال)

(۴) حضرت علیؓ " " سنہ ۳۵ھ تا سنہ ۴۰ھ (۴ سال ۹ ماہ)

جملہ ۲۹ سال ۵ ماہ ۱۳ دن

اس دور کے تمام مسلمان صرف وحی الٰہی (قرآن) اور سنّت رسول (حدیث) پر عمل کرتے تھے۔

دورِ صحابہ کرامؓ ۔ ۵۰ھ تا ۱۱۰ھ تقریباً ساٹھ سال کا گذرا۔ اس پہلی صدی کے آخری صحابہ کرامؓ کی تفصیل درج ذیل ہے۔

(۱) مدینہ منورہ کے صحابہ میں حضرت سہل بن سعدؓ باختلافِ روایت ۸۸ھ یا ۹۱ھ ۹۶ سال یا ۱۰۰ سال کی عمر میں وفات پائی۔

(۲) بصرہ کے صحابہؓ میں حضرت انس بن مالکؓ نے باختلافِ روایت ۹۰ھ یا ۹۳ھ زیادہ سے زیادہ ۱۰۳ سال کی عمر میں وفات پائی۔

(۳) مکہ معظمہ کے صحابہؓ میں حضرت ابو الطفیل عامر بن واثلہؓ سب سے آخری صحابی تھے جنہوں نے ۱۰۰ھ یا باختلافِ روایت ۱۱۰ھ میں وفات پائی۔ اس طرح پہلی صدی کے ختم کے ساتھ ہی صحابہ کرامؓ کا دور ختم ہوا۔ پہلی صدی، کے یہ تمام مسلمان قرآن و حدیث پر عمل کرتے تھے۔ اسلامی تعلیم کا ماخذ یہی تھا۔ اِسکے سوا کوئی دوسرا نہ تھا۔

عہدِ نبوّت میں تدوینِ حدیث کے دلائل

حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے مبارک زمانہ میں قرآن مجید کی طرح حدیثیں بھی لکھی جاتی تھیں۔ اس کا بڑا اہتمام و انتظام تھا۔

(۱) قَیِّدُوا الْعِلْمَ ۔ علم اور حدیث کو لکھ کر مقیّد کر لیا کرو۔ (حاکم بیان العلم ج ۱ ص ۷۳)

(۲) اُکْتُبُوْا وَلَا حَرَجَ ۔ حدیثوں کو لکھو، کوئی حرج نہیں۔ (مجمع الزوائد ص ۶)

(۳) اُکْتُبُوْا لِاَبِیْ شَاہ ۔ ابو شاہ کو میری حدیث و خطبہ لکھ کر دے دو۔ (بخاری و مسلم)

(۴) اِسْتَعِنْ بِیَمِیْنِکَ وَاَوْمَأَ بِیَدِہٖ ۔ (اے ابو رافع) اپنے دائیں ہاتھ سے میری حدیث لکھ لیا کرو۔ (ترمذی ص ۳۸۲)

(۵) وَاکْتُبُوْا اِلٰی مَنْ یَّتَلَفَّظُ بِالْاِسْلَامِ ۔ کلمہ گو مسلمانوں کا نام لکھ کر مجھے دے دو۔ (بخاری ج ۱ ص ۴۳۰)

(۶) مدینہ کے یہودیوں کو صحیفۂ امن لکھوا کر دیا تھا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے اور یہود اور دیگر مسلمانوں کے لئے امن نامہ لکھوا دیا۔ (سنن ابی داؤد ج ۲ ص ۲۵)

(۷) حدیبیہ میں صلح نامہ لکھوایا گیا۔ (بخاری ج ۱ ص ۳۷۲)

(۸) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علیؓ کو ایک رسالہ لکھوا کر دیا جس میں مدینہ کا حرم ہونا، مسائلِ جراحات، اُونٹوں کی عمریں، زمینوں کے احکام، ذبح لغیر اللہ کی حرمت، زمین کی چوری پر لعنت، والدین کو بُرا کہنے پر لعنت، بدعتی کو پناہ دینے پر لعنت وغیرہ کے مسائل تھے۔

(۹) حضرت علیؓ فرماتے ہیں، ہم نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے قرآن مجید لکھا ہے اور اس صحیفہ یعنی حدیث کے اس رسالہ کو۔ (بخاری)

(۱۰) حضرت ابن عمرؓ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کتاب الصدقہ لکھوائی۔ پھر آپ کا انتقال ہوگیا۔ یہ کتاب حاکموں کے پاس روانہ نہ کی جاسکی کہ آپ کے بعد حضرت ابو بکر رضؓ نے اس پر عمل کیا پھر ابو بکر رضؓ کے انتقال کے بعد حضرت عمر رضؓ نے اس پر عمل کیا۔ یہ کتاب حضرت عمرؓ کے خاندان میں محفوظ رہی۔ حضرت عمر رضؓ کے پوتے حضرت سالمؒ نے یہ کتاب

امام زہریؒ کو پڑھنے کے لئے دی جسے امام زہریؒ نے یاد کرلیا۔ اس کی نقل خلیفہ
عمر بن عبدالعزیز نے کرائی۔ (ابو داؤد، بیہقی، مستدرک حاکم ج ۱ ص ۲۹۲)

(۱۱) حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے آخری عہد میں حدیث کی
ایک ضخیم کتاب جس میں تلاوت قرآن مجید، نماز، روزہ، زکوٰۃ، طلاق،
عتاق قصاص، دیت اور دیگر فرائض و سنن اور کبیرہ گناہوں کی تفصیل
تحریر کرواکے حضرت عمرو بن حزمؓ صحابی کی معرفت یمن والوں کے پاس بھجوائی تھی
(دار قطنی، دارمی، بیہقی، مسند احمد، ابن خزیمہ، ابن حبان، موطا امام مالک، سنن نسائی)

جامعیتِ مسائل کے لحاظ سے اس کتاب کو حدیث کی پہلی کتاب
کہنا چاہیئے جو حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے خود ہی لکھوائی ہے۔ اس
طرح سرداران عرب و شاہانِ عجم کو دعوتِ اسلام کی تحریریں بھیجی تھیں۔

(۱۲) ہرقل بادشاہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا وہ نامۂ مبارک
منگوایا جو آپ نے وحیہ کلبی کو ۶ھ میں دے کر بصرہ کے حاکم کے پاس بھیجا
تھا اس نے وہ ہرقل کے پاس بھجوایا۔ (بخاری شریف ج ۱ ص ۴)

(۱۳) حضرت معاذ رض کے صاحبزادے کا انتقال مدینۂ منورہ میں ہوگیا
حضرت معاذ رض یمن میں تھے انھیں بڑا رنج اور افسوس ہوا تو رسول اللہؐ نے حضرت
معاذ رض کے پاس تعزیت نامہ تحریر کرواکر روانہ فرمایا۔ (مستدرک حاکم ج ۳ ص ۲۷۳ تاریخ خطیب ج ۳ ص ۹۹)

(۱۴) حضرت ابوہریرہ سے مروی ہے کہ صحابہ کرام رض میں مجھ سے
زیادہ احادیثِ رسولؐ کو روایت کرنے والا کوئی نہیں ہے مگر عبداللہ بن عمروؓ اس سے
مستثنیٰ ہیں اس لئے کہ وہ حدیثوں کو لکھا کرتے تھے اور میں لکھتا نہیں تھا مگر

زبانی یاد کرلیا کرتا تھا۔ (بخاری، ترمذی)

(۱۵) حضرت ابوہریرہ رض ۵۳۷۴ حدیثوں کے حافظ تھے

سنن دارمی حضرت بشیر بن نہیک تابعی سے مروی ہے کہ میں حضرت
ابوہریرہ رض سے حدیثیں سنتا تھا تو لکھ لیا کرتا تھا۔ پھر جب میں نے ان سے
رخصت ہونے کا ارادہ کیا تو وہ کتاب لے کر ان کی خدمت میں حاضر ہوا
اور پڑھ کر سنایا پھر ان سے دریافت کیا کہ یہ سب وہی حدیثیں ہیں جو میں
نے آپ سے سُنی ہیں؟ فرمایا ہاں۔

(۱۶) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مرض الموت میں احکام ضروریہ
جیسے جزیرۂ عرب سے مشرکین و یہود کا اخراج، وفود کی خاطرداری، تجہیز
جیشِ، حضرت اُسامہ رض، قبر نبوی کو سجدہ گاہ نہ بنانے اور خلافت ابوبکر وغیرہ
امور تحریر کرانے کیلئے قلم دوات اور کاغذ طلب فرمایا قَالَ ائْتُونِي اَكْتُبْ
لَكُمْ كِتَابًا (بخاری ج ۱ ص ۴۲۹ - مسلم ج ۲ ص ۴۲)

بہرحال اس قسم کے نبویؐ نوشتے بہت ہیں۔ مضمون کی طوالت کے
خوف سے مختصراً پیش کیا گیا ہے جن سے صاف ظاہر ہے کہ حضرت محمد صلی اللہ
علیہ وسلم اپنی زندگی ہی میں اپنی حدیثوں کو خاص اہتمام سے موقع بموقع لکھوایا
کرتے تھے۔ چنانچہ متعدد اصحاب کرامؓ نے ان احادیث کو جمع و محفوظ کیں۔
مزید تفصیل درج ذیل ہے:۔

(۱۷) صحیفہ صادقہ کے نام سے مشہور ہے جسے عمرو بن العاص رض نے
تیار کیا تھا۔ اس میں ہزار سے کچھ کم حدیثیں ہیں جو مسند امام احمد میں موجود ہیں۔

(۱۸) ایک صحیفہ صحیحہ کے نام سے مشہور ہے جسے ہمام بن منبہ حضرت ابوہریرہ رضؓ کے شاگرد نے تیار کیا ہے۔ اس کی احادیث بھی مسند امام احمد میں موجود ہیں۔ اور امام بخاری و مسلم نے بھی اپنی کتابوں میں شامل کی ہیں۔ اس مجموعہ کا قلمی نسخہ اب تک دمشق و برلن کی لائبریریوں میں محفوظ ہے۔

(۱۹) مسند ابوہریرہ رضؓ کے نام سے یاد کیا جاتا ہے۔ اس میں حضرت ابوہریرہؓ کی تمام مرویات موجود ہیں اور اس کا قلمی نسخہ جرمنی کی لائبریری میں موجود ہے۔

(۲۰) ایک صحیفہ علیؓ کے نام سے مشہور ہے

(۲۱) حجۃ الوداع کے خطبہ کو خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم سے لکھا گیا ہے۔

(۲۲) صحیفہ جابر بن عبداللہ کے نام سے مشہور ہے جسے ان کے دو شاگرد حضرت وہب بن منبہ اور حضرت سلیمان بن قیس الشیکری نے تیار کیا تھا۔

(۲۳) صحیفہ عائشہ رضؓ جسے عمرو بن زبیر رضؓ نے تیار کیا تھا۔

(۲۴) صحیفہ عبداللہ بن عباسؓ کے نام سے مشہور ہے، اس سلسلہ میں سعید بن ہلال روایت کرتے ہیں کہ حضرت انسؓ نے اپنا صحیفہ ہمیں دکھلایا اور کہا کہ یہ احادیث میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنیں اور لکھ لیں۔ پھر میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دکھائیں اور آپؐ نے ان کی تصدیق بھی فرما دی۔

دوسری و تیسری صدی

ولادت آئمہ اربعہ

نام	سنہ ولادت	سنہ وفات	عمر	ساکن	تصنیف
(۱) حضرت امام ابوحنیفہؒ	سنہ ۸۰ھ	سنہ ۱۵۰ھ	۷۰ سال	کوفہ	.....
(۲) حضرت امام مالکؒ	سنہ ۹۳ھ	سنہ ۱۷۹ھ	۸۶ سال	مدینہ	موطا
(۳) حضرت امام شافعیؒ	سنہ ۱۵۰ھ	سنہ ۲۰۴ھ	۵۴ سال	مصر	مسند شافعی
(۴) حضرت امام احمد بن حنبلؒ	سنہ ۱۶۴ھ	سنہ ۲۴۱ھ	۷۷ سال	دمشق	مسند احمد

دوسری صدی ہجری سے آئمہ اربعہ کا دور شروع ہوا۔ ہمارے نبی محترم حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے تربیت یافتہ صحابہ کرام رضی اللہ کو پیارے ہو گئے آئے دن مسائل کی مراجعت کے لئے صحابہؓ کا فقدان ہوا۔ یہاں سے ملتِ اسلامیہ کی آزمائش کا دور شروع ہوا اب یہی حضرات آئمہ اربعہ اپنے اپنے علاقہ میں عوام الناس کے لئے مرجع رشد و ہدایت بنے ہوئے تھے۔ ان حضرات کے پاس کوئی مسئلہ آتا تو قرآن و حدیث پیش کرتے یا اپنی رائے و قیاس سے کام لیتے اور خدا سے ڈرتے ہوئے یہ اعلان کرتے کہ اِذَا صَحَّ الْحَدِیْثُ فَھُوَ مَذْھَبِیْ کہ صحیح حدیث ہی میرا مذہب ہے۔

حضرت امام ابوحنیفہؓ نے کوفہ میں زندگی گزاری جہاں کا سیاسی شیرازہ منتشر تھا۔ وہ مقتلِ حسینؓ رہا، اہلِ تشیع کا مرکز تھا، وہاں امام موصوف کو بہت کم احادیث حاصل ہوئیں جس کی وجہ سے زیادہ تر مسائل وہ رائے و قیاس

سے حل کرتے تھے اور ساتھ ہی یہ ہدایت دیتے کہ اُتْرُکُوْا قَوْلِیْ عَلٰی قَوْلِ رَسُوْلِ اللہِ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یعنی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث کے مقابل میری بات رد کردو

(۲) حضرت امام مالکؒ نے شہر مدینہ منورہ میں زندگی گزار کر حتی المقدور حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی احادیث کو جمع کیا اور اپنی کتاب کا نام موطا امام مالک رکھا جس کی وجہ سے مسائل میں ان کی رائے بہت کم ملتی ہے۔

(۳) حضرت امام شافعیؒ کا پہلا دور بصرہ میں اور دوسرا دور مصر میں گزرا حتی المقدور انھوں نے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی احادیث کو اپنی کتاب میں جمع کیا اور اس کا نام مسند شافعی رکھا۔

(۴) حضرت امام احمد بن حنبلؒ بھی جمع حدیث میں مشغول رہے احادیثِ نبویؐ کا معتد بہ حصہ ان کے ہاتھ آیا۔ اپنی کتاب کا نام مسند احمد رکھا۔ امام موصوف کے سارے مسائل رائے و قیاس سے بے نیاز ہیں۔

بحیثیتِ مجموعی یہ دور آئمہ اربعہ بھی تقویٰ کے لحاظ سے قرآن و حدیث کی مراجعت کا تھا۔ اگر کسی امام کی جانب سے کوئی رائے قائم ہوتی تو وہ عارضی رہتی۔ حدیثِ رسولؐ کے ملتے ہی برخاست ہو جاتی۔

اقوال آئمہ اربعہ

خدا رحمتیں نازل کرے تمام اماموں پر کہ انھوں نے کتنی ہی حق باتیں کہیں

(۱) حضرت امام ابو حنیفہؒ فرماتے ہیں۔ (ا) حَرَامٌ عَلٰی مَنْ لَّمْ یَعْرِفْ

دَلِیْلِیْ اَبْ کَلَامِیْ۔ (میزان شیرانی، عقد الجید ص ۷) کہ میرے قول پر فتویٰ دینا حرام ہے جب تک میری بات کی دلیل معلوم نہ ہو۔

(ب) اِذَا قُلْتُ قَوْلاً وَّکِتَابُ اللہِ یُخَالِفُہٗ فَاتْرُکُوْا قَوْلِیْ بِکِتَابِ اللہِ فَقِیْلَ اِذَا کَانَ خَبَرُ الرَّسُوْلِ یُخَالِفُہٗ قَالَ اُتْرُکُوْا قَوْلِیْ بِخَبَرِ الرَّسُوْلِؐ فَقِیْلَ اِذَا کَانَ قَوْلُ الصَّحَابِیِّ یُخَالِفُہٗ قَالَ قَوْلِیْ بِقَوْلِ الصَّحَابِیِّ۔ (عقد الجید ص ۵۳)۔ (ترجمہ) جب میرا قول قرآن کے خلاف ہو تو اسے چھوڑ دو۔ لوگوں نے پوچھا جب آپ کا قول حدیث کے خلاف ہو؟ فرمایا اس وقت بھی چھوڑ دو۔ پھر پوچھا جب صحابہؓ کے فرمان کے خلاف ہو تو؟ کہا تب بھی چھوڑ دو۔

(ج) اِذَا رَاَیْتُمْ کَلَامَنَا یُخَالِفُ ظَاھِرَ الْکِتٰبِ وَالسُّنَّۃِ فَاعْمَلُوْا بِالْکِتَابِ وَالسُّنَّۃِ وَاضْرِبُوْا بِکَلَامِنَا الْحَائِطَ۔ (میزان شعرانی، عقد الجید ص ۵۳) (ترجمہ) جب دیکھو کہ ہمارے قول قرآن و حدیث کے خلاف ہیں تو قرآن و حدیث پر عمل کرو اور ہمارے اقوال کو دیوار پر دے مارو۔

(د) حضرت امام ابو حنیفہؒ کا یہ قول آبِ زر سے لکھنے کے لائق ہے، فرماتے ہیں:۔ اِذَا صَحَّ الْحَدِیْثُ فَھُوَ مَذْھَبِیْ (عقد الجید) صحیح حدیث ہی میرا مذہب ہے۔

(ہ) مَا جَآءَ عَنْ رَّسُوْلِ اللہِ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَبِالرَّاْسِ وَالْعَیْنِ (ظفر الامانی) جو حدیث سے ثابت ہو وہ سر آنکھوں پر ہے۔

(و) وَقَالَ الْاِمَامُ اَبُوْ حَنِیْفَۃَ لَا تُقَلِّدْنِیْ وَلَا تُقَلِّدْ مَالِکًا وَلَا غَیْرَہٗ وَخُذِ الْاَحْکَامَ مِنْ حَیْثُ اَخَذُوْا مِنَ الْکِتَابِ وَالسُّنَّۃِ کَذَا فِی

الْحِیْطَانِ (تحفۃ الاخیار فی بیان الابرار) میری تقلید نہ کرنا اور نہ مالکؒ کی اور
نہ کسی اور کی تقلید کرنا۔ اور احکام دین وہاں سے لینا جہاں سے انھوں نے
لئے ہیں۔ یعنی قرآن وحدیث سے۔

ان اقوال سے یہ بات روز روشن کی طرح صاف ظاہر ہے کہ حضرت امام
ابوحنیفہؒ کا عقیدہ و مذہب قرآن و حدیث ہے۔ جو مسئلہ صحیح حدیث سے ثابت
ہو وہ قابل عمل ہے۔ اس کے علاوہ فرمایا کہ میری تقلید نہ کرنا اور نہ ہی بغیر
دلیل کے میری باتوں کو ماننا، صرف قرآن وحدیث پر عمل کرنا۔ امام موصوف
نے کتنی حق بات کہی ہے۔ اللہ تعالیٰ ان کی قبر کو نور سے بھر دے۔

(۲) حضرت امام مالکؒ فرماتے ہیں:

(ا) مَا مِنْ اَحَدٍ اِلَّا وَهُوَ مَاخُوْذٌ مِّنْ كَلَامِهٖ وَمَرْدُوْدٌ عَلَيْهِ
اِلَّا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ (عقد الجید ص۷) دنیا میں کوئی شخص
ایسا نہیں کہ جس کی بعض باتیں درست اور بعض غلط نہ ہوں پھر اس کی
درست باتیں لے لی جاتی ہیں اور غلط رد کر دی جاتی ہیں سوائے حضرت
محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے کہ تمام باتیں صحیح و درست اور مان ہی لینے کے لائق
ہیں۔ ایک بات بھی ساری زندگی کی چھوڑنے کے قابل نہیں۔

(ب) اِنَّمَا اَنَا بَشَرٌ اُخْطِئُ وَاُصِيْبُ فَانْظُرُوْا فِيْ رَاْيِيْ فَكُلَّ
مَا وَافَقَ الْكِتَابَ وَالسُّنَّةَ فَخُذُوْهُ وَكُلَّ مَا لَمْ يُوَافِقْ فَاتْرُكُوْهُ
(حقیقۃ الفقہ بحوالہ جلب المنفعت) میں صرف ایک انسان ہوں۔ کبھی میری
بات درست ہوتی ہے اور کبھی غلط، تو تم میری اُس بات کو جو قرآن وحدیث

کے مطابق ہوئے لیا کرو اور اس بات کو جو اس کے خلاف ہو چھوڑ دیا کرو یعنی
میری جامد تقلید مت کرو۔

(ج) فَانْظُرُوْا فِيْ رَاْيِيْ فَكُلَّمَا وَافَقَ الْكِتَابَ وَالسُّنَّةَ فَخُذُوْهُ
وَكُلَّمَا يُخَالِفُ فَاتْرُكُوْهُ۔ پس تم میری رائے پر بغور نظر کرو۔ اور اگر وہ قرآن
وسنّت کے موافق ہو تو قبول کرو اور جب خلاف دیکھو تو ترک کر دو۔

(۳) حضرت امام شافعیؒ نے فرمایا

(ا) قَالَ الشَّافِعِيُّ اِذَا قُلْتُ قَوْلًا وَكَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ
وَسَلَّمَ قَالَ خِلَافَ قَوْلِيْ فَمَا يَصِحُّ مِنْ حَدِيْثِ النَّبِيِّ اَوْلٰى فَلَا
تُقَلِّدُوْنِيْ۔ (عقد الجید ص۵۴)۔ جب میں کوئی مسئلہ کہوں اور رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم نے میرے قول کے خلاف کہا ہو تو جو مسئلہ حدیث سے ثابت
ہو وہی اولیٰ ہے پس میری تقلید مت کرو۔

(ب) اِنَّهٗ كَانَ يَقُوْلُ اِذَا صَحَّ الْحَدِيْثُ فَهُوَ مَذْهَبِيْ اِذَا
رَاَيْتُمْ كَلَامِيْ بِخِلَافِ الْحَدِيْثِ فَاعْمَلُوْا بِالْحَدِيْثِ وَاضْرِبُوْا
بِكَلَامِي الْحَائِطَ۔ (عقد الجید ص۷) ترجمہ) جب صحیح حدیث مل جائے
(جانو کہ) میرا مذہب وہی ہے اور جب میرے کلام کو حدیث
کے مخالف دیکھو تو (خبردار) حدیث پر عمل کرو اور میرے کلام
کو دیوار پر دے مارو۔

(ج) فَقَدْ صَحَّ عَنِ الشَّافِعِيِّ اَنَّهٗ نَهٰى عَنْ تَقْلِيْدِهٖ وَ
تَقْلِيْدِ غَيْرِهٖ (عقد الجید) حضرت امام شافعی نے اپنی تقلید اور

غیر کی تقلید سے منع کیا ہے۔

(۴) حضرت امام احمد بن حنبلؒ نے فرمایا:

(ا) وَلَا تُقَلِّدْنِیْ وَلَا تُقَلِّدْ مَالِکًا وَّلَا الشَّافِعِیَّ وَلَا الْاَوْزَاعِیَّ وَلَا الثَّوْرِیَّ وَخُذِ الْاَحْکَامَ مِنْ حَیْثُ اَخَذُوْا مِنَ الْکِتَابِ وَالسُّنَّۃِ۔ (عقد الجید صؔ)

ہرگز نہ میری تقلید کرنا اور نہ امام مالکؒ کی اور نہ امام شافعیؒ کی اور نہ امام اوزاعیؒ کی اور نہ امام ثوریؒ کی۔ جہاں سے یہ تمام امام دین کے احکام و مسائل لیتے تھے تم بھی وہیں (قرآن و حدیث) سے ہی لینا۔

(ب) وَکَانَ الْاِمَامُ اَحْمَدُ یَقُوْلُ لَیْسَ لِاَحَدٍ مَّعَ اللہِ وَرَسُوْلِہٖ کَلَامٌ (عقد الجید) کسی کو اللہ اور اس کے رسول کے ساتھ کلام کی گنجائش نہیں ہے۔

ان چاروں محترم اماموں کے اقوال سے یہ بات صاف ظاہر ہوتی ہے کہ آنحضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث کے مطابق ما انا علیہ واصحابی کا راستہ اختیار کرنے کا حکم فرمایا۔ یہ سب کے سب قرآن و حدیث پر عمل کرتے تھے یہی ان کا مذہب تھا۔ ان چاروں بزرگوں نے اپنی تقلید سے منع کیا اور کسی نے بھی علیحدہ مذہب اپنے نام سے منسوب کر کے مرتب نہیں کیا۔ حضور محترم نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا سب سے بہتر اہل زمانہ میرے ہیں، پھر وہ جو ان کے بعد والے ہیں۔ اپنے زمانہ کے بعد دو زمانوں کا ذکر کیا۔ (بخاری)

علامہ ابن حجرؒ فتح الباری پارہ ۱۴ باب فضائل اصحاب النبیؐ میں تحریر فرماتے ہیں۔ تبع تابعین دو سو بیس (۲۲۰) برس تک زندہ رہے۔ ان کے زمانے میں بھی کسی خاص شخص کی تقلید و خاص شخص کا مذہب کسی کا نہ تھا محترم ائمہ کے شاگردوں نے بعض مسائل میں اختلاف کیا ہے۔ اس لئے کہ وہ مقلد نہ تھے۔

علامہ سندبن عثان تحریر فرماتے ہیں۔ کہ صحابہ کے زمانے میں کسی خاص شخص کے نام کا مذہب نہ تھا جسکی تقلید کی جاتی ہو۔ بہرحال قرون ثلثہ میں تقلید کا وجود نہ تھا۔

کتبِ احادیث کی مزید تفصیل

نام محدث	ولادت	وفات	عمر	ساکن	نام کتب حدیث
۱۔ حضرت ابو محمد عبداللہ عبدالرحمن بن فضل	۱۸۰ھ	۲۵۵ھ	۷۵ سال	سمرقند	دارمی
۲۔ ″ ابو عبداللہ محمد بن اسمٰعیل بخاری	۱۹۴ھ	۲۵۶ھ	۶۲ ″	بخارا	بخاری شریف
۳۔ ″ ابوداؤد سلیمان بن اشعث	۲۰۲ھ	۲۷۵ھ	۷۳ ″	بصرہ	ابوداؤد
۴۔ ″ ابوالحسن مسلم بن حجاج	۲۰۴ھ	۲۶۱ھ	۵۷ ″	نیشاپور (خراسان)	مسلم
۵۔ ″ ابوعیسیٰ محمد بن عیسیٰ بن صورہ	۲۰۹ھ	۲۷۹ھ	۷۰ ″	ترمذ	ترمذی
۶۔ ″ ابوعبداللہ محمد بن یزید بن ماجہ ربعی	۲۰۹ھ	۲۷۳ھ	۶۴ ″	عراق (مقام قزوین)	ابن ماجہ
۷۔ ″ ابوعبدالرحمن بن احمد بن شعیب	۲۱۵ھ	۳۰۳ھ	۸۸ ″	خراسان	نسائی

۸۔ ابوحسن بن علی بن عمر ۳۰۵ھ ۳۸۵ھ ۸۰ سال بغداد دارقطنی

۹۔ حضرت ابوبکر احمد بن حسین ۳۸۴ھ ۴۵۸ھ ۷۴ " بیہقی (نیشاپور) بیہقی

۱۰۔ " شیخ ولی الدین محمد بن عبداللہ خطیب ۶۳۵ھ ۷۱۶ھ ۸۱ " مرد (تبریز) مشکوٰۃ

مشہور کتب احادیث درج کی گئیں۔ ان کے علاوہ کئی کتب احادیث لکھی گئی ہیں۔

حضرت شیخ عبدالقادر جیلانیؒ کی ولادت ۴۷۰ھ اور وفات ۵۶۱ھ، عمر ۹۱ سال ساکن بغداد، تصنیف کتب غنیۃ الطالبین، فتوح الغیب، فتح ربّانی۔

حضرت شیخ عبدالقادر جیلانیؒ نے اپنی کتاب فتوح الغیب میں کتنی زبردست نصیحت و ہدایت فرمائی ہے۔ ملاحظہ ہو۔

"قرآن وحدیث کو اپنا امام بنالو اور غور و فکر کے ساتھ ان کا مطالعہ کرلیا کرو۔ اِدھر اُدھر کی بحث و تکرار اور حرص و ہوس کی باتوں میں نہ پھنس جاؤ۔ صرف کتاب اللہ اور سنّت رسولؐ پر عمل کرو۔ اور یہ حقیقت سمجھ لو کہ قرآن کے علاوہ ہمارے پاس عمل کے قابل کوئی کتاب نہیں اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے سوا ہمارا کوئی رہبر نہیں جس کی ہم تابعداری کریں۔ کبھی قرآن وحدیث کے دائرے سے باہر نہ ہو جانا ورنہ خواہشِ نفسانی اور اغوائے شیطانی تمہیں سیدھے راستے سے بھٹکا دینگے۔ یاد رکھو انسان اولیاء اللہ اور ابدال کے درجہ پر بھی کتابُ اللہ وسنت رسولُ اللہ پر عمل کرنے سے ہی پہنچ سکتا ہے۔" (فتوح الغیب)

تقلیدِ شخصی کی تعریف

(۱) مقلد کی دلیل اس کے مجتہد (امام) کا قول ہے۔ نہ وہ خود تحقیق کرسکتا ہے اور نہ اپنے امام کی تحقیق پر غور کرسکتا ہے۔ (مسلم الثبوت مجتبائی)

(۲) تقلید کہتے ہیں غیر نبی (امام و مجتہد) کے قول کو بغیر اس کی دلیل جانے مان لینا۔ (جمع الجوامع)

(۳) حضرت ملاّ علی قاریؒ حنفی فرماتے ہیں۔ غیر نبی (امام) کے قول کو بغیر دلیل ماننا تقلید ہے۔ (شرح قصیدہ امالی)

(۴) مقلد کی دلیل صرف اس کے امام کا قول ہی ہے۔ مقلد صرف یہی کہے کہ مسئلہ کا حکم یہی ہے۔ کیونکہ میرے امام کی رائے یہی ہے اور جو رائے میرے امام کی ہو میرے نزدیک صحیح ہے۔ (توضیح تلویح)

(۵) امام کا قول مقلد کی دلیل ہے۔ (توضیحی)

(۶) نہ کوئی فتویٰ دیا جائے اور نہ ہی عمل کیا جائے مگر فقط امام کے قول پر۔ (درّ مختار جلد اوّل)

تقلید کا مطلب یہ ہے کہ مقلد جس امام کی تقلید کر رہا ہے وہ صرف اس امام کے قول پر ہی چلے۔ تحقیق کرنا یا دلیل چاہنا تقلید کو توڑ دینا ہے۔ بہ الفاظِ دیگر تقلید عبادت ہوئی غیر نبی کی باتوں کو بغیر دلیل شرعی (قرآن وحدیث) شرعی حیثیت سے مان لینا اور عمل کرنا۔

چوتھی صدی

تقلید شخصی کی ابتداء چوتھی صدی میں ہوئی۔ (اعلام الموقعین ج۱ ص۲۲۲ تذکرۃ الحفاظ ص۲۰۲) میں ہے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے لے کر تینوں زمانوں خیر القرون تک تقلید کا وجود ہی نہ تھا۔ خیر القرون کے بعد تقلید کا وجود پایا جاتا ہے۔ چوتھی صدی تا چھٹی صدی تک اسی طرح تقلید کا سلسلہ رہا۔

سنہ واری کا لحاظ کرتے ہوئے کتب فقہ کی ابتداء کو پیش کیا جا رہا ہے۔

پانچویں صدی

کتبِ فقہ

نام کتاب	سنہ تصنیف	نام کتاب	سنہ تصنیف
۱۔ قدوری (فقہ کی پہلی کتاب)	سنہ ۴۲۸ھ	۸۔ شرح وقایہ	سنہ ۷۴۵ھ
۲۔ ہدایہ (فقہ کی معتبر کتاب)	سنہ ۵۹۳ھ	۹۔ نہایہ	آٹھویں صدی
۳۔ قاضی خاں	چھٹی صدی	۱۰۔ عنایہ	〃
۴۔ فتاویٰ الواجیہ	〃	۱۱۔ طحطاوی	〃
۵۔ منیہ	ساتویں صدی	۱۲۔ جامع الرموز	〃
۶۔ قنیہ	〃	۱۳۔ فتح القدیر	نویں صدی
۷۔ کنز الدقائق	سنہ ۷۱۰ھ	۱۴۔ بزازیہ	〃

نام کتاب	سنہ تصنیف	نام کتاب	سنہ تصنیف
۱۵۔ خلاصہ کیدانی	نویں صدی	۲۲۔ فتاویٰ خیریہ	گیارہویں صدی
۱۶۔ حلیہ	〃	۲۳۔ فتاویٰ عالمگیر	سنہ ۱۱۱۸ھ
۱۷۔ بحر الرائق	دسویں صدی	۲۴۔ مالابدّ	سنہ ۱۲۲۵ھ
۱۸۔ غنیہ	〃	۲۵۔ بہشتی زیور	〃
۱۹۔ تنویر الابصار	〃	۲۶۔ مراقی الفلاح	تیرھویں صدی
۲۰۔ ذخیرۃ العقبیٰ	〃	۲۷۔ عمدۃ الرعایۃ	〃
۲۱۔ در مختار	سنہ ۱۱۰۱ھ		

مذکورہ مشہور کتب فقہ کے علاوہ فقہ کی کئی کتابیں لکھی گئیں جنہیں بخوف طوالت درج نہیں کیا گیا۔

ساتویں صدی

ساتویں صدی ہجری میں پہلی مرتبہ چار قاضی (نسبت ائمہ) مقرر کئے گئے۔ اور رفتہ رفتہ مقلدین کی تعداد بڑھتی گئی اور سلاطین کا میلان بھی تقلید ہی کی طرف ہو گیا۔ ہر ایک بادشاہ اپنے ہم خیال کو قاضی مقرر کرتا گیا اور ہر ایک فرقہ اپنے اپنے مذہب کو فروغ دیتا گیا۔ نیز ایک دوسرے کو مغلوب و زیر کرنے کی تدبیریں کرنے لگا۔ بالآخر شاہ بیبرس نے سنہ ۶۶۵ھ مصر و قاہرہ میں چار مذاہب کے چار قاضی حنفی، مالکی، شافعی، حنبلی مقرر کئے۔ یہ ہی طریق جاری ہو گیا۔ اس کو سرکاری طور پر چاروں مذاہب کو برحق تسلیم کر لیا گیا۔ اس طرح بزور سلاطین یہ نو ایجاد

مذاہب اسلام میں داخل کئے گئے۔ ؎

دینِ حق را چار مذاہب ساختند
رخنہ در دینِ نبیؐ انداختند

ایک دینِ اسلام کے چار ٹکڑے کر دیئے گئے۔ یہ نسبتِ ائمہ و نسبت مذہب ساتویں صدی سے شروع ہوئی۔ آٹھویں صدی بھی اسی حال میں گذری۔

نویں صدی

چار مصلے بیت اللہ شریف میں (نسبتِ ائمہ) قائم کئے گئے۔ چنانچہ اوائل نویں صدی میں چراکیہ کا سلطان فرخ بن برقوق نے بیت اللہ شریف کے احاطے میں مصلّی ابراہیمی کے علاوہ یہ نوایجاد چار مصلّے موسومہ حنفی، مالکی، شافعی، حنبلی قائم کر دیئے۔ اس کے بعد یہ چاروں مصلّوں کا معاملہ داخلِ دین سمجھا جانے لگا۔ علامہ شوکانیؒ فرماتے ہیں کہ اس زمانے کے اہلِ علم نے اسکی شدید مخالفت کی۔ (الارشاد ص۵۵)

یہ نوایجاد چاروں مصلّے نویں صدی سے تیرہویں صدی تک برابر قائم رہے۔

چودھویں صدی

چاروں مصلّے (نسبت ائمہ) برخواست کئے گئے۔

بیت اللہ شریف میں ائمہ اربعہ کے موسومہ نوایجاد مصلوں کو بانی سعودی

حکومت شاہ عبدالعزیز نے ۱۳۴۳ھ میں برخواست کر کے صرف ایک مصلّی ابراہیمی قدیم کو جو ابتدار اسلام سے تھا، حسب سابق برقرار رکھا۔ جو اب تک موجود ہے۔ اسی مصلے سے ہی تمام نمازیں ادا ہوتی ہیں۔

ہم نے بنیادی طور پر سنہ واری تفصیل کے ساتھ ہر نوعیت سے عوام الناس کو آگاہ کیا ہے۔ اس حق گوئی سے واقف ہونے کے بعد انصاف کی بات تو یہ ہے۔ کہ قرآن و حدیث پر عمل کرنے کو لازم پکڑیں۔ کیونکہ آخرت کی نجات کا دار و مدار اسی پر موقوف ہے۔ ہر شعبۂ حیات میں خدا کا حکم کیا ہے اور ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا حکم کیا ہے اور عمل کیا ہے۔ اس کو ملحوظ رکھ کر عمل کریں اس طرح کا عمل جنّت کی طرف لے جاتا ہے۔ آخر کار ایک دن جنّت میں داخل ہو جاؤ گے۔

لائحہ عمل

احکاماتِ خداوندی (قرآن)

(۱) لَقَدْ کَانَ لَکُمْ فِیْ رَسُوْلِ اللّٰہِ اُسْوَۃٌ حَسَنَۃٌ ۔الخ (احزاب ع ۳)

ترجمہ:۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی تمہارے لئے ایک عمدہ اور مکمل نمونہ ہے۔ بشرطیکہ اللہ تعالیٰ اور قیامت کے دن پر ایمان ہو۔

اتباعِ رسول ﷺ کی قرآن کریم میں بار بار تاکید آئی ہے۔

(۲) مَنْ یُّطِعِ الرَّسُوْلَ فَقَدْ اَطَاعَ اللّٰہَ (النساء ع ۱۱)

ترجمہ:۔ رسول ﷺ کی اطاعت اللہ کی اطاعت ہے۔

اس فرمانِ عالیشان سے رسول ﷺ کی فرمانبرداری کو اللہ تعالیٰ نے اپنی فرمانبرداری فرماکر ہماری زندگی کی رہنمائی فرمائی ہے۔ یہ اللہ کا احسانِ عظیم ہے۔ اس احسان کا ہم جس قدر شکر ادا کریں کم ہے۔

(۳) فَلَا وَرَبِّکَ لَا یُؤْمِنُوْنَ حَتّٰی یُحَکِّمُوْکَ فِیْمَا شَجَرَ بَیْنَھُمْ ثُمَّ لَا یَجِدُوْا فِیْٓ اَنْفُسِھِمْ حَرَجًا مِّمَّا قَضَیْتَ وَیُسَلِّمُوْا تَسْلِیْمًا (النساء ع ۹)

ترجمہ:۔ قسم ہے تیرے رب کی یہ مومن نہیں ہوسکتے جب تک یہ تجھے آپس کے جھگڑے میں حکم نہ بنائیں اور پھر جو حکم تم لگا دو اس سے آزردہ نہ ہوں۔ بلکہ پورے طور پر اسے مان لیں۔

(۴) یٰٓاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا ادْخُلُوْا فِی السِّلْمِ کَآفَّۃً وَّلَا تَتَّبِعُوْا خُطُوٰتِ

الشَّیْطٰنِ اِنَّہٗ لَکُمْ عَدُوٌّ مُّبِیْنٌ (بقرہ ع ۲۵)

ترجمہ:۔ اے ایمان والو اسلام میں پورے کے پورے داخل ہوجاؤ۔ اور شیطان کی پیروی مت کرو کیونکہ وہ تمہارا کھلا دشمن ہے۔

(۵) قُلْ اِنْ کُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰہَ فَاتَّبِعُوْنِیْ یُحْبِبْکُمُ اللّٰہُ وَیَغْفِرْ لَکُمْ ذُنُوْبَکُمْ وَاللّٰہُ غَفُوْرٌ رَّحِیْمٌ (آل عمران ع ۴)

ترجمہ:۔ اگر تم اللہ سے محبت رکھتے ہو تو میری اتباع کرو۔ خدا تم سے محبت کرے گا۔ اور تمہارے گناہ معاف کردے گا۔ خدا بخشنے والا مہربان ہے۔

(۶) یٰٓاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْٓا اَطِیْعُوا اللّٰہَ وَاَطِیْعُوا الرَّسُوْلَ وَاُولِی الْاَمْرِ مِنْکُمْ فَاِنْ تَنَازَعْتُمْ فِیْ شَیْءٍ فَرُدُّوْہُ اِلَی اللّٰہِ وَالرَّسُوْلِ اِنْ کُنْتُمْ تُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰہِ وَالْیَوْمِ الْاٰخِرِ (النساء ع ۸)

ترجمہ:۔ اے ایمان والو، اللہ اور رسول اور اپنے میں سے فرمانبرداروں کی تابعداری کیا کرو۔ پھر اگر کسی معاملہ میں تم میں جھگڑا پڑے تو اس کو اللہ اور رسول کی طرف پھیرو۔ اگر تم اللہ اور قیامت پر یقین رکھتے ہو۔

(۷) وَاَطِیْعُوا اللّٰہَ وَرَسُوْلَہٗ وَلَا تَنَازَعُوْا فَتَفْشَلُوْا وَتَذْھَبَ رِیْحُکُمْ (الانفال ع ۶)

ترجمہ:۔ حکم مانو اللہ کا اور فرمانبرداری کرو اس کے رسول کی۔ مت جھگڑو آپس میں پس سست ہوجاؤ گے اور اکھڑ جائے گی ہوا تمہاری۔

(۸) یٰٓاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْٓا اَطِیْعُوا اللّٰہَ وَاَطِیْعُوا الرَّسُوْلَ وَلَا تُبْطِلُوْٓا اَعْمَالَکُمْ (سورہ محمد ع ۴)

ترجمہ :۔ اے ایمان والو، اللہ اور اس کے رسول ؐ کی اطاعت کرو۔ اور اپنے اعمال کو برباد نہ کرو۔

اِرشاداتِ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم (حدیث)

(۱) لَا یُؤْمِنُ اَحَدُکُمْ حَتّٰی یَکُوْنَ ھَوَاہُ تَبَعًا لِّمَا جِئْتُ بِہٖ (مشکوٰۃ)

ترجمہ :۔ تم میں سے کوئی شخص اس وقت تک ایماندار نہیں ہوسکتا جب تک کہ اس کی خواہش میری لائی ہوئی شریعت کے تابع نہ ہوجائے۔

(۲) مَنْ اَحَبَّ سُنَّتِیْ فَقَدْ اَحَبَّنِیْ وَمَنْ اَحَبَّنِیْ کَانَ مَعِیَ فِی الْجَنَّۃِ (ترمذی، مشکوٰۃ ص۵۶)

ترجمہ :۔ جس نے میری سنّت سے محبّت کی گویا اس نے مجھ سے محبّت کی۔ اور جس نے مجھ سے محبت کی وہ میرے ساتھ جنت میں ہوگا۔

(۳) فَمَنْ رَّغِبَ عَنْ سُنَّتِیْ فَلَیْسَ مِنِّیْ۔ (بخاری و مسلم و مشکوٰۃ ص۴۸)

ترجمہ :۔ جو میری سنّت سے روگردانی کرے گا وہ مجھ سے نہیں۔ یعنی میری امّت میں اس کا شمار نہ ہوگا۔

(۴) لَوْ تَرَکْتُمْ سُنَّۃَ نَبِیِّکُمْ لَضَلَلْتُمْ اَوْ کَفَرْتُمْ (مشکوٰۃ)

ترجمہ :۔ اگر تم میری سنّت کو چھوڑ دو گے تو گمراہ بلکہ کافر ہوجاؤ گے۔

(۵) تَرَکْتُ فِیْکُمْ اَمْرَیْنِ لَنْ تَضِلُّوْا مَا تَمَسَّکْتُمْ بِھِمَا کِتَابُ اللّٰہِ وَسُنَّۃُ رَسُوْلِہٖ (مشکوٰۃ ص۵۸)

میں تم میں دو چیزیں چھوڑے جارہا ہوں۔ جب تک تم ان دونوں کو

مضبوطی سے تھامے رہو گے ہرگز گمراہ نہ ہوگے۔ وہ (دو چیزیں) اللہ کی کتاب اور اس کے رسول ؐ کی سنّت ہیں۔

(۶) عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مَنْ تَمَسَّکَ بِسُنَّتِیْ عِنْدَ فَسَادِ اُمَّتِیْ فَلَہٗ اَجْرُ مِائَۃِ شَھِیْدٍ۔ (بیہقی، مشکوٰۃ ص۵۶)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ جس نے میری امّت کے فساد کے زمانے میں میری سنّت پر مضبوطی سے عمل کرے گا اُسے سو شہیدوں کا ثواب ملے گا۔

لہٰذا قرآن و حدیث پر عمل کے سوا دوسرا راستہ ہی نہیں۔

ان براہین سے صاف ظاہر ہے کہ مسلمان کی ابتداء اور انتہا یہی قرآن و حدیث ہے۔

ہمارا وطن جنّت ہے

ہمارا وطن جنّت ہے جو ہمیشگی والا رحمت کا مقام ہے۔

اللہ تعالیٰ نے آدمؑ کو بنا کر ان کا مقامِ رہائش جنّت قرار دیا۔ اور آدمؑ کی پیٹھ سے ان کی اولاد نکالی۔ (یعنی قیامت تک پیدا ہونے والی روحیں) خود ان ہی کو ان کا گواہ بنا دیا۔ جب اللہ تعالیٰ نے سوال کیا کہ کیا میں تمہارا پرورش کرنے والا نہیں ہوں؟ تو سب نے جواب دیا کہ بیشک تو ہمارا رب ہے۔

اور تمام ملائکہ وغیرہ کو حکمِ خداوندی ہوا کہ آدم کو سجدہ کریں۔ اس حُکم کی فرمانبرداری تمام ملائکہ نے کی۔ صرف شیطان نے نافرمانی کی۔ جس کی وجہ سے وہ لعنتی یعنی راندۂ درگاہِ الٰہی ہوا اور جنّت سے نکالا گیا۔ شیطان ازل سے ہی انسان کا کھلا دشمن ہے۔ اسی شیطان نے آدم کو اللہ تعالیٰ کے حکم کی خلاف ورزی پر بھڑکایا جو آدم علیہ السلام سے اللہ کے حکم کی نافرمانی ہوئی۔ اس بنا پر آدمؑ کو ان کے پیدائشی وطن جنّت سے زمین پر اتارا گیا۔ کچھ مدّت کے بعد وہ توبہ واستغفار کرکے اللہ تعالیٰ کی فرمانبرداری کے ساتھ زندگی گذار کر اس دنیائے فانی سے اپنے وطن رخصت ہوئے۔ اس لحاظ سے ہمارا اصلی وطن جنّت ہے۔

میرے عزیز بھائیو! ہم آخری نبی محترم حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے اُمّتی ہیں اور خیر اُمّت کے لقب والے ہیں اور ہمارا اصلی وطن جنّت ہے۔ تو کیا یہ تمنّا نہیں ہے کہ ہم اپنے وطن جنّت کو واپس جائیں؟

جواب سب کا ایک ہی ہوگا، یہ کہ بیشک ہم اپنے وطن جنّت میں جانے کے آرزومند ہیں۔ تو میرے بھائیو! میں یہ عرض کروں گا کہ بموجب فرمانِ خداوندی
اِتَّبِعُوْا مَآ اُنْزِلَ اِلَيْكُمْ مِّنْ رَّبِّكُمْ وَلَا تَتَّبِعُوْا مِنْ دُوْنِهٖٓ اَوْلِيَآءَ (اعراف ع۱ پ۸)
(ترجمہ) اسی کی پیروی کرو جو تمہاری طرف تمہارے رب کی جانب سے اُتارا گیا ہے۔ اس کے سوا اور رفیقوں کی تابعداری میں نہ لگ جانا۔

اس سے صاف ظاہر ہے کہ ہم قرآن وحدیث پر عمل کرکے سیدھا راستہ طے کرتے ہوئے اس دارِ فانی سے اپنے اصلی وطن جنت کو واپس ہو جائیں۔

اس آیت کریمہ کی روشنی میں کسی کو یہ حق حاصل نہیں ہوتا کہ قرآن وحدیث کو چھوڑ کر کسی اُمتی کی پیروی کرے۔ اگر کوئی ایسی خلاف ورزی کرتا ہے تو وہ اپنے اصلی وطن جنّت کے راستہ سے بھٹک کر دوزخ کی طرف چلا جاتا ہے اللہ تعالیٰ کے نافرمانوں ومشرکوں کا ٹھکانا دوزخ ہے۔ جو دائمی عذاب کا مقام ہے۔

برادرانِ ملّت! سنجیدگی سے غور و فکر کرو کہ مقامِ پیدائش عارضی فانی دنیا کے وطن سے انسان کو کس قدر محبّت ہوتی ہے۔ اس کا اندازہ اسی وقت ہوتا ہے جب کہ انسان اپنے وطن سے دور دوسرے مقام پر کئی سال زندگی گذارنے کے بعد وہ اپنے وطن واپس آتا ہے تو اس کو کتنی خوشی ہوتی ہے حالانکہ یہ خوشی عارضی فانی دنیا کے وطن کی ہے۔

اے اللہ کے بندو! دائمی خوشی کا مقام جنّت ہے۔ اس کے لئے

خدا اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی فرمانبرداری کرتے ہوئے اس
دنیائے فانی سے اپنے اصلی وطن جنّت کی طرف رخصت ہو جاؤ۔

اپنے اعمال ضائع نہ کرو

کافر و مسلمان کے عمل میں تقابل کے سلسلے میں ایک بات عرض کر دینا
ضروری سمجھتا ہوں۔ وہ یہ کہ آخرت کا انکار کرنے والا کافر کتنا بھی نیک کام
کرے اس کو اُخروی ثواب نہیں ملتا۔ بلکہ دنیا ہی میں کچھ نصیب ہو جاتا ہے
برخلاف اس کے آخرت کا اقرار کرنے والا مسلمان اگر قرآن و حدیث کے
مطابق عمل نہ کرے تو اس کا کوئی نیک کام خواہ کتنا ہی بہتر ہو وہ اللہ تعالیٰ
کے پاس قابلِ قبول نہیں ہوتا اور نہ ہی اس کو جنّت نصیب ہوتی ہے۔

میرے معزز بھائیو! اب بھی وقت ہے۔ زندگی کو غنیمت جانو۔ اور
اپنی بے راہ روی کا اعتراف کر کے اللہ تعالیٰ سے مغفرت کی دعا کریں۔
اس کی رحمت سے نا اُمید نہ ہو جائیں۔ وہ توبہ قبول کرنے والا ہے اور توبہ
کرنے والوں سے بہت خوش ہوتا ہے۔ لہٰذا توبہ و استغفار کرنے میں
جلدی کریں۔ کہیں ایسا نہ ہو کہ سورج بجائے مشرق کے مغرب کی طرف
سے طلوع ہو جائے۔ جب ایسا ہو گا تو اس وقت توبہ کا دروازہ بند
ہو جائے گا۔ یہ بات خوب یاد رکھو کہ وہ دن قیامت کا ہو گا جو اچانک
واقع ہو گا۔ اس کا علم کسی کو نہیں ہے۔ اس دن یہاں جیسا کرو گے ویسا

پاؤ گے۔ ذرّہ ذرّہ کا حساب ہو گا۔ اس کے مطابق جزا و سزا ہو گی۔

یہ دنیا دار العمل ہے۔ اس لئے خیر امّت کا فریضہ ہے کہ اسلام خالص
پیغامِ الٰہی و پیغامِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم امر بالمعروف و نہی عن المنکر سے
عوام الناس کو تا قیامت آگاہ کرتا رہے۔

میری ذمہ داری حق بات کو پیش کرنا ہے۔ وَمَا عَلَيْنَا اِلَّا الْبَلٰغ۔ اب
بارگاہِ ربّ العزّت میں دعا کرتا ہوں کہ

اے دلوں کے پھیرنے والے تمام مسلمان بھائیوں کے دلوں کو اپنے
خالص دین اسلام پر عمل کرنے کی طرف مائل کر دے۔

آمین ثم آمین

سُبْحَانَ رَبِّكَ رَبِّ الْعِزَّةِ
عَمَّا يَصِفُوْنَ وَسَلَامٌ عَلَى الْمُرْسَلِيْنَ
وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ
بِرَحْمَتِكَ يَا اَرْحَمَ
الرّٰحِمِيْنَ ؕ

راہِ جنّت

(۱) عبداللہ بن مسعودؓ روایت کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمارے لئے ایک (سیدھا) خط کھینچا۔ پھر فرمایا یہ راہ اللہ کی ہے پھر آپؐ نے (سیدھے) خط کے دائیں بائیں چند (ترچھے) خط کھینچے اور فرمایا یہ راہیں ہیں ان میں سے ہر راہ پر شیطان ہے جو پکارتا ہے اس راہ کی طرف۔ پھر آپؐ نے قرآن کی یہ آیت پڑھی۔

وَاَنَّ هٰذَا صِرَاطِیْ مُسْتَقِیْمًا فَاتَّبِعُوْهُ (الانعام ع ۱۹)

اور تحقیق یہ ہے راہ میری سیدھی پس پیروی کرو اس کی۔

وہ نقشہ اس طرح ہے۔ (احمدؒ، نسائی، دارمی)

اللہ کی راہ

شیطان کی راہیں — شیطان کی راہیں

(۲) حضرت جابرؓ سے روایت ہے کہتے ہیں کہ ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں بیٹھے ہوئے تھے کہ آپؐ نے ایک سیدھی لکیر کھینچی پھر دو لکیریں (ترچھی) اسکے داہنے اور دو لکیریں (ترچھی) اس کے بائیں کھینچیں۔ پھر درمیانی (سیدھی) لکیر پر ہاتھ رکھکر فرمایا یہ اللہ کی راہ ہے۔ (باقی راہیں اللہ کی نہیں)
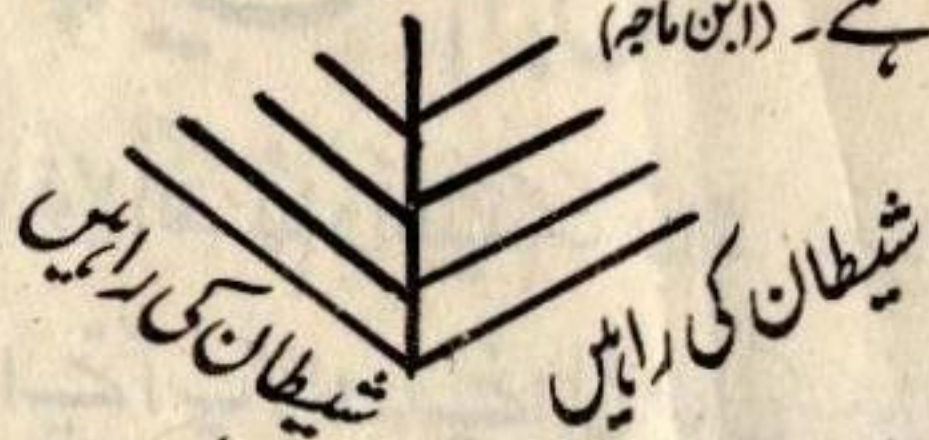
وہ نقشہ اس طرح ہے۔ (ابن ماجہ)

اللہ کی راہ

شیطان کی راہیں — شیطان کی راہیں

ان دونوں حدیثوں و شکلوں کا مطلب ایک ہی ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے درمیانی سیدھی لکیر کو اللہ کی راہ کہا ہے۔

اللہ تعالیٰ قرآن عظیم الشان میں فرماتا ہے۔

مَنْ یُّطِعِ الرَّسُوْلَ فَقَدْ اَطَاعَ اللّٰهَ۔ (نساء ع ۱۱)

رسولؐ کی اطاعت اللہ کی اطاعت ہے۔

اس آیت کریمہ سے اللہ کی راہ کا انکشاف ہو رہا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی پیروی کرنا اُنکے نقشِ قدم پر چلنا گویا اللہ کی راہ پر چلنا ہے۔ اس طرح سے اللہ کے رسولؐ کے قول و فعل کی راہ تا قیامت راہِ عمل ہے جو نمونہ زندگی قرآن و حدیث کا مظہر ہے۔ اس سے صاف ظاہر ہے کہ قرآن و حدیث راہ جنّت ہے ان ہی پر عمل کر کے جنت میں داخل ہو جائیں۔

برادرانِ ملّت! قرآن و حدیث مقصدِ زندگی ہونا چاہیئے چونکہ یہ دنیا مہلت کا مقام ہے اس کو ایک روز چھوڑنا ہے۔ اسلئے زندگی کے تمام منازل کتاب و سنّت کے مطابق طے کرتے ہوئے آخری سانس چھوڑنا ہی کامیابی کی منزل ہے۔ وہ آخری منزل جنّت ہے۔ ع

جنت الفردوس کو سیدھی گئی ہے یہ سڑک — مسلکِ سنت پہ اے سالک چلا جا بے دھڑک

پیغام الٰہی

یَآاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا قُوْٓا اَنْفُسَکُمْ وَاَھْلِیْکُمْ نَارًا ۝ (تحریم ع ۲۸ پ)

ترجمہ :۔ اے ایمان والو اپنے آپ کو اور اپنے اہل و عیال کو دوزخ کی آگ سے بچاؤ۔

تشریح :۔ روز قیامت اس کی باز پرس ہوگی۔ اس نجات کیلئے اسلامی تعلیم و تربیت سے اپنے اہل و عیال کو واقف کرا کے باعمل بنانے کی کوشش کریں۔ یہ صدرِ خاندان کی بہت اہم ذمہ داری ہے۔ ہدایت دینا اللہ تعالیٰ کے اختیار میں ہے۔

پیغام رسول صلی اللہ علیہ وسلم

اِنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ مَا نَحَلَ وَالِدٌ وَلَدَہٗ مِنْ نَحْلٍ اَفْضَلَ مِنْ اَدَبٍ حَسَنٍ۔ (ترمذی، مشکوٰۃ)

ترجمہ :۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ باپ اپنی اولاد کو جو کچھ دیتا ہے۔ س میں سب سے بہتر عطیہ اس کی اچھی تعلیم و تربیت ہے۔

شرح :۔ والدین کا بہترین عطیہ اولاد کی صحیح تعلیم و تربیت ہے۔ اسلام ،بچوں کی تعلیم و تربیت کے سلسلہ میں بہت ہی تاکیدی حکم دیا ہے۔ اس حدیث کے معنیٰ یہ نہیں کہ کوئی عطیہ ہی نہ دیا جائے یا جائداد ورثے میں نہ چھوڑی جائے۔ لہٰذا اولیت اور سب سے زیادہ اہمیت تعلیم و تربیت کو دی جائے۔